4اکتوبر 1963

ازعدالت عظمیٰ

جمنا سنگھ اور دیگران

بنام

بھدائی ساہ

(بی پی سنہا،سی جے،ایم ہدایت اللہ اور کے سی داس گپتا جسٹسز)

فوجداری مقدمہ–شکایت پر کسی جرم کا اعتراف، جب لیا جاتا ہے–ضابطہ اخلاق کے باب XVI کی دفعات کے تحت مجسٹریٹ کارروائی، اگر نوٹس لینے کے مترادف ہے–شکایت کنندہ کے ذریعے بری کیے جانے کے خلاف دفعہ 417(3) کے تحت اپیل–مالکانہ–ضابطہ فوجداری 1898 (1898 کا V) دفعہ 190(1)200–204اور 417(3)۔

مدعاعلیہ نے سب ڈویژنل مجسٹریٹ کے سامنے شکایت درج کروائی جس میں الزام لگایا گیا کہ اپیل گزاروں نے اس پر لاٹھیوں سے حملہ کیا اور زبردستی اس کی جیب سے کرنسی نوٹ چھین لیے۔ضابطہ فوجداری کی دفعہ 200 کے تحت جانچ مکمل کرنے کے بعد مجسٹریٹ نے مندرجہ ذیل حکم دیا" دفعہ اے پر شکایت کی جانچ کی۔جرم قابل شناخت ہے۔ایس آئی بیکنتھ پور کو 12.12.56 کی طرف سے مقدمہ اور رپورٹ قائم کرنے کے لیے" بالآخر، پولیس کی طرف سے ایک فرد جرم پیش کی گئی اور اپیل گزاروں کو سیشن عدالت میں پیش کیا گیا لیکن مقدمہ بری ہونے پر ختم ہوا۔کوڈ آف کرمنل پروسیجر کی دفعہ 417(3) کے تحت مدعاعلیہ کی اپیل پر، ہائی کورٹ نے بری ہونے کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا اور اپیل گزاروں کو تعزیرات ہند کی دفعہ 395 کے تحت مجرم قرار دیا گیا اور انہیں دو سال کی سخت قید کی سزا سنائی گئی۔اپیل گزاروں کی جانب سے بنیادی طور پر یہ اپیل کی گئی کہ اس معاملے میں دفعہ 417(3) کے تحت ہائی کورٹ میں کوئی اپیل نہیں کی جائے کیونکہ ان کے خلاف مقدمہ کسی شکایت پر نہیں بلکہ پولیس رپورٹ پر درج کیا گیا تھا۔

منعقد:(i) جب مجسٹریٹ اپنے سامنے دائر کی جانے والی شکایت کی درخواست پر ضابطہ فوجداری کے باب XVI کی مختلف دفعات کے تحت کارروائی کے لیے اپنا ذہن استعمال کرتا ہے، تو اسے شکایت میں مذکور جرائم کا نوٹس لینا چاہیے۔تاہم جب وہ اپنے دماغ کو اس مقصد کے لیے نہیں بلکہ دفعہ 156(3) کے تحت تحقیقات کا حکم دینے کے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے یا تحقیقات کے مقصد کے لیے سرچ وارنٹ جاری کرتا ہے، تو کہا نہیں جا سکتا کہ اس نے کسی جرم کا نوٹس لیا ہے۔

آر آر چڑی بمقابلہ ریاست یوپی [1951] ایس سی آر 312 اور گوپال داس بمقابلہ ریاست آسام، اے آئی آر 1961 ایس سی 986 نے درخواست دی۔

موجودہ معاملے میں، جیسا کہ یہ اس حقیقت سے واضح ہے کہ مجسٹریٹ نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 200 کے تحت کارروائی کی تھی، کہ اس نے شکایت میں مذکور جرائم کا نوٹس لیا تھا، اس کے لیے صرف دفعہ 202 کے تحت تحقیقات کا حکم دینا کھلا تھا نہ کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 156(3) کے تحت۔ لہذا، یہ ماننا ضروری ہے کہ اگرچہ مجسٹریٹ نے اپنے حکم میں "مقدمہ قائم کرنے کے لیے" الفاظ استعمال کیے تھے لیکن وہ دراصل ضابطہ اخلاق کی دفعہ 202 کے تحت کارروائی کر رہا تھا، یہ واحد دفعہ ہے جس کے تحت وہ قانون کے مطابق کارروائی کا حقدار تھا۔

حکم دینے سے پہلے ہی مجسٹریٹ کی طرف سے نوٹس لینے کے بعد پولیس افسران کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد اسی جرم کا نئے سرے سے نوٹس لینے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اس طرح مقدمہ شکایت پر درج کیا گیا تھا نہ کہ بعد میں پیش کی گئی پولیس رپورٹ پر۔ اس لیے یہ دلیل کہ اپیل دفعہ 417(3) کے تحت نہیں تھی، کو مسترد کیا جانا چاہیے۔

(ii) مجسٹریٹ کے پولیس کو مقدمہ قائم کرنے اور رپورٹ بھیجنے کے حکم کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 202 کے تحت دیے گئے حکم کے طور پر مناسب اور معقول طور پر پڑھا جانا چاہیے۔ لہذا یہ دلیل کہ اس نے دائرہ اختیار کے بغیر کام کیا، قبول نہیں کی جاسکتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جہاں تک اس نے پولیس سے مقدمہ قائم کرنے کو کہا اس نے بے قاعدگی سے کام لیا، لیکن یہ سوچنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کے نتیجے میں انصاف کی ناکامی ہوئی ہے۔

فوجداری اپیل کا عدالتی فیصلہ 1960: کی فوجداری اپیل نمبر 56۔

1957 کی فوجداری اپیل نمبر 63 میں پٹنہ ہائی کورٹ کے 27 نومبر 1959 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

ڈی پی سنگھ، اپیل گزاروں کے لیے۔

کے کے سنہا، مدعا علیہ کے لیے۔

4 اکتوبر 1963۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

داس گپتا۔ جے — ان سات اپیل گزاروں پر اسسٹنٹ سیشن جج سرن نے تعزیرات ہند کی دفعہ 395 اور تعزیرات ہند کی دفعہ 323 کے تحت بھی مقدمہ چلایا لیکن ان کے ذریعے دونوں الزامات سے بری کر دیا گیا۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ 15 نومبر 1956 کو جب بیکنٹھ پور کے تھانے کے اندر ٹیوٹیتھ سے تعلق رکھنے والا تاجر بھدائی ساہ پٹوا خریدنے کے لیے گاؤں کی سڑک سے گزر رہا تھا، تو لاٹھیوں سے لیس سات اپیل گزاروں نے اسے گھیر لیا اور مطالبہ کیا کہ وہ اپنے پاس موجود رقم حوالے کرے۔ بھدائی کے پاس 250 روپے تھے لیکن اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اپیل گزاروں میں

سے ایک کیشو سنگھ نے اپنی جیب سے زبردستی کرنسی نوٹ چھیننے کی کوشش کی لیکن بھادائی نے اس کا بازو پکڑ لیا اور الارم لگا دیا۔ اس پر تمام اپیل گزاروں نے اس پر لاٹھیوں سے حملہ کیا اور جب وہ زخمی ہوا تو کیشو سنگھ اس کی جیب سے پیسے لے گیا۔ اس کے بعد بھدائی نے 22 نومبر 1956 کو سب ڈویژنل مجسٹریٹ گوپال گنج کی عدالت میں شکایت کی درخواست دائر کی۔ مجسٹریٹ نے سنجیدگی سے تصدیق پر اس کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد ایک حکم دیا جس میں سب انسپکٹر آف پولیس، بیکنتھ پور کو 12 دسمبر 1956 تک مقدمہ درج کرنے اور رپورٹ کرنے کو کہا گیا۔ بالآخر، پولیس کی طرف سے ایک چارج شیٹ پیش کی گئی اور ملزم افراد کو سیشن عدالت کے حوالے کر دیا گیا۔ سیشنز ٹرائل، جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے، تمام اپیل گزاروں کو بری کر کے ختم ہو گیا۔

بری ہونے کے حکم کے خلاف بھادائی ساہ نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 417(3) کے تحت پٹنہ کی ہائی کورٹ کے دائرہ حدود میں اپیل دائر کی۔ اگلے دن ہائی کورٹ کے دو فاضل ججوں نے حکم دیا کہ" اپیل کی سماعت کی جائے گی"۔ اس کے بعد اپیل عدالت کے دو دیگر معزز ججوں کے سامنے سماعت کے لیے پیش کی گئی جن کی رائے یہ تھی کہ معروف سیشن جج نے" شواہد کی ساکھ کا اندازہ لگانے کی کسی حقیقی کوشش کے بغیر غیر مستحکم معیار پر" استغاثہ کے ثبوت کو مسترد کر دیا تھا اور یہ کہ استغاثہ کا مقدمہ شواہد کے ذریعے مکمل طور پر قائم کیا گیا تھا، بری ہونے کے حکم کو کالعدم قرار دیا اور اپیل گزاروں کو تعزیرات ہند کی دفعہ 395 کے تحت مجرم قرار دیا اور انہیں دو سال کی سخت قید کی سزا سنائی۔

ہائی کورٹ کے اس حکم کے خلاف موجودہ اپیل اس عدالت کی خصوصی اجازت سے دائر کی گئی ہے۔

اپیل کی حمایت میں جس اہم دلیل پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس معاملے میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 417(3) کے تحت بری ہونے کے حکم کے خلاف ہائی کورٹ میں کوئی اپیل نہیں ہے۔ دفعہ 417 میں یہ شق 1955 کے ترمیم شدہ ایکٹ XXVI کے ذریعے ضابطے میں متعارف کرائی گئی تھی جس میں شکایت کنندہ کو بری ہونے کے خلاف اپیل کا حق دیا گیا تھا جہاں شکایت پر مقدمہ درج کیا جاتا ہے۔ اس نئے قانون سے پہلے، صرف ریاستی حکومت کو بری کرنے کے حکم کے خلاف اپیل کرنے کا حق حاصل تھا۔ ذیلی دفعہ 3 میں نئی شق کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کسی شکایت پر قائم کردہ مقدمے میں ہائی کورٹ کے علاوہ کسی اور عدالت کے ذریعے بری ہونے کا حکم منظور کیا جاتا ہے، تو ہائی کورٹ شکایت کنندہ کی طرف سے اس کی طرف سے کی گئی درخواست پر بری ہونے کے حکم سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت دے سکتی ہے اور ایسی اجازت ملنے پر شکایت کنندہ ہائی کورٹ میں ایسی اپیل پیش کر سکتا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ یہ حق صرف شکایت پر قائم ہونے والے مقدمات تک محدود ہے۔ اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ ان کے خلاف مقدمہ کسی شکایت پر نہیں بلکہ پولیس رپورٹ پر درج کیا گیا تھا۔

ضابطہ اخلاق میں" کسی مقدمے کا ادارہ" کے الفاظ کی کوئی تعریف نہیں ہے۔ تاہم یہ واضح ہے اور در حقیقت متنازعہ نہیں ہے کہ کسی مقدمے کو عدالت میں تب ہی قائم کیا جا سکتا ہے جب عدالت اس میں مبینہ جرم کا نوٹس لے۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 190 (1) میں مجسٹریٹ کے ذریعے جرائم کا نوٹس لینے کی شق شامل ہے۔ اس میں تین طریقے فراہم کیے گئے ہیں جن میں اس طرح کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔ پہلا ان حقائق کی شکایت حاصل کرنے پر جو اس طرح کے جرم کو تشکیل دیتے ہیں دوسرا اس طرح کے حقائق کی تحریری رپورٹ پر ہے -- یعنی کسی بھی پولیس افسر کے ذریعے کیے گئے جرم کو تشکیل دینے والے حقائق -- تیسرا پولیس افسر کے علاوہ کسی اور شخص

سے موصول ہونے والی معلومات پر یا مجسٹریٹ کے اپنے علم یا شک پر کہ اس طرح کے جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ دفعہ 193 اس سلسلے میں باضابطہ طور پر بااختیار مجسٹریٹ کے ذریعے اس سے وابستگی پر سیشن عدالتوں کے ذریعے کیے جانے والے جرائم کا نوٹس فراہم کرتا ہے۔ دفعہ 194 ہائی کورٹ کے ذریعے ضابطہ اخلاق میں فراہم کردہ طریقے سے اس سے کیے گئے عہد پر جرائم کا نوٹس لینے کے لیے فراہم کرتا ہے۔

ان دفعات کی جانچ پڑتال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب مجسٹریٹ حقائق کی شکایت موصول ہونے پر کسی جرم کا نوٹس لیتا ہے جو اس طرح کا جرم ہے، تو مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ درج کیا جاتا ہے اور ایسا مقدمہ شکایت پر قائم کیا جاتا ہے۔ ایک بار پھر، جب کوئی مجسٹریٹ کسی بھی پولیس افسر کی طرف سے بنائے گئے ایسے حقائق کی تحریری رپورٹ پر کسی جرم کا نوٹس لیتا ہے تو یہ پولیس رپورٹ پر مجسٹریٹ کی عدالت میں قائم کیا گیا مقدمہ ہوتا ہے۔

یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ آیا وہ مقدمہ جس میں اپیل گزاروں کو پہلے بری کیا گیا تھا اور اس کے بعد مجرم قرار دیا گیا تھا، شکایت پر قائم کیا گیا تھا یا نہیں، یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ گوپال گنج، جس کی عدالت میں یہ مقدمہ قائم کیا گیا تھا، نے 22 نومبر 1956 کو اپنی عدالت میں بھدائی ساہ کی شکایت پر زیر بحث جرائم کا نوٹس لیا تھا یا 13 دسمبر 1956 کی پولیس کے سب انسپکٹر کی رپورٹ پر۔ اب یہ بات اچھی طرح طے ہو چکی ہے کہ جب مجسٹریٹ اپنے سامنے دائر کی جانے والی شکایت کی درخواست پر ضابطہ فوجداری کے باب XVI کی مختلف دفعات کے تحت کارروائی کے لیے اپنا ذہن استعمال کرتا ہے، تو اسے شکایت میں مذکور جرائم کا نوٹس لینے والا سمجھا جانا چاہیے۔ تاہم جب وہ اپنے دماغ کو اس مقصد کے لیے نہیں بلکہ دفعہ 156(3) کے تحت تحقیقات کا حکم دینے کے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے یا تحقیقات کے مقصد کے لیے سرچ وارنٹ جاری کرتا ہے تو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کسی جرم کا نوٹس لیا ہے۔ اس عدالت نے آر آر چڑی بمقابلہ ریاست یوپی (1) اور پھر گوپال داس بمقابلہ ریاست آسام (2) میں ایسا فیصلہ دیا تھا۔

ہمارے سامنے کیس میں مجسٹریٹ بھدائی ساہ کی شکایت موصول ہونے کے بعد ضابطہ فوجداری کی دفعہ 200 کے تحت اس سے پوچھ گچھ کرنے کے لیے آگے بڑھے۔ اس سیکشن میں خود کہا گیا ہے کہ مجسٹریٹ شکایت پر کسی جرم کا نوٹس لیتے ہوئے شکایت کنندہ اور حلف پر موجود گواہوں، اگر کوئی ہوں، سے فوری طور پر جانچ کرے گا۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 200 کے تحت مجسٹریٹ کی طرف سے کی گئی اس جانچ سے یہ شک سے بالاتر ہے کہ مجسٹریٹ نے شکایت میں مذکور جرائم کا نوٹس لیا تھا۔ اس طرح کا معائنہ مکمل کرنے اور دفعہ 200 کے مطابق تحریری طور پر اس کا مواد ریکارڈ کرنے کے بعد مجسٹریٹ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 204 کے تحت فوری طور پر عمل جاری کر سکتا تھا یا ضابطہ فوجداری کی دفعہ 203 کے تحت شکایت کو مسترد کر سکتا تھا۔ ان میں سے کوئی بھی کورس کرنے سے پہلے، کوڈ آف کرمنل پروسیجر کی دفعہ 202 کے تحت کارروائی کرنا بھی ان کے لیے کھلا تھا۔ یہ سیکشن مجسٹریٹ کو اختیار دیتا ہے کہ وہ" شکایت کردہ افراد کی حاضری پر مجبور کرنے کے لیے کارروائی کے معاملے کو ملتوی کرے، اور یا تو خود اس معاملے کی تحقیقات کرے یا اگر وہ تیسرے درجے کے مجسٹریٹ کے علاوہ کوئی مجسٹریٹ ہے، تو شکایت کی سچائی یا جھوٹ کا پتہ لگانے کے مقصد سے کسی بھی مجسٹریٹ کے ذریعے، یا کسی پولیس افسر کے ذریعے، یا کسی دوسرے شخص کے ذریعے، جو وہ مناسب سمجھے، تحقیقات یا تفتیش کی ہدایت کرے۔" اگر اور جب اس طرح کی تحقیقات یا انکوائری کا حکم دیا جاتا ہے تو مجسٹریٹ کے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 203 کے تحت کوئی کارروائی کرنے سے پہلے

تحقیقات یاانکوائری کے نتائج کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔

ہم نے پایا کہ ہمارے سامنے کیس میں مجسٹریٹ نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 200 کے تحت جانچ مکمل کرنے اور اس کا مواد ریکارڈ کرنے کے بعد ان الفاظ میں حکم دیا:

" دفعہ اے پر شکایت کی جانچ کی گئی۔ جرم قابل شناخت ہے۔ ایس۔ آئی۔ بیکنتھ پور کو مقدمہ قائم کرنے اور 25 56 12 12 تک رپورٹ کرنے کے لیے۔ "

اگر فاضل مجسٹریٹ نے " مقدمہ قائم کرنے کے لیے" الفاظ کے بجائے "تفتیش کے لیے" الفاظ استعمال کیے ہوتے تو حکم واضح طور پر ضابطہ فوجداری کی دفعہ 202 کے تحت ہوتا۔ ہمیں نہیں لگتا کہ اس حقیقت سے کوئی فرق پڑتا ہے کہ اس نے " مقدمہ قائم کرنے کے لیے" الفاظ استعمال کیے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ مجسٹریٹ شکایت موصول ہونے پر جرائم کا نوٹس لینے کا پابند نہیں تھا۔ وہ، نوٹس لیے بغیر، ضابطہ فوجداری کی دفعہ 156 (3) کے تحت پولیس کے ذریعے کیس کی تحقیقات کی ہدایت دے سکتا تھا۔ تاہم ایک بار جب اس نے نوٹس لیا تو وہ پولیس کے ذریعے تحقیقات کا حکم صرف ضابطہ فوجداری کی دفعہ 202 کے تحت دے سکتا تھا نہ کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 156 (3) کے تحت۔ جیسا کہ یہاں اس حقیقت سے واضح ہے کہ اس نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 200 کے تحت کارروائی کی، کہ اس نے شکایت میں مذکور جرائم کا نوٹس لیا تھا، اس کے لیے یہ کھلا تھا کہ وہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 202 کے تحت ہی تحقیقات کا حکم دے نہ کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 156 (3) کے تحت۔ ان حالات میں یہ مؤقف اختیار کرنا مناسب ہوگا کہ اگرچہ مجسٹریٹ نے 22 نومبر 1956 کے اس حکم میں " مقدمہ قائم کرنے کے لیے" الفاظ استعمال کیے تھے لیکن وہ دراصل ضابطہ فوجداری کی دفعہ 202 کے تحت کارروائی کر رہے تھے، یہ واحد دفعہ ہے جس کے تحت وہ قانون کے مطابق کارروائی کا حقدار تھا۔

یہ حقیقت کہ سب انسپکٹر آف پولیس نے شکایت کی درخواست کی کاپی کو فسٹ انفارمیشن رپورٹ سمجھا اور ملزم افراد کے خلاف " فرد جرم" پیش کی، اس سے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ اس خیال میں کہ ہم نے 22 نومبر 1956 کو مجسٹریٹ کی طرف سے منظور کردہ حکم کو قبول کیا ہے، پولیس افسر کی طرف سے دی گئی رپورٹ اگرچہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 173 کے تحت رپورٹ ہے، اسے قانون میں صرف ضابطہ فوجداری کی دفعہ 202 کے تحت رپورٹ سمجھا جانا چاہیے۔

ضابطہ اخلاق کی دفعہ 190 کی دفعات پر انحصار کرتے ہوئے کہ مجسٹریٹ پولیس افسر کی رپورٹ پر نوٹس لے سکتا ہے، اپیل گزاروں کے وکیل نے دلیل دی کہ جب مجسٹریٹ نے 22 نومبر 1956 کو حکم دیا تو اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ پولیس افسر کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد ہی نوٹس لے گا اور یہ کہ نوٹس 13 دسمبر 1956 کے بعد ضابطہ اخلاق کی دفعہ 173 کے تحت فرد جرم کی شکل میں موصول ہونے کے بعد ہی لیا جانا چاہیے۔ تاہم، اس دلیل کی راہ میں ناقابل تلافی دشواری یہ حقیقت ہے کہ مجسٹریٹ پہلے ہی شکایت کنندہ سے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 200 کے تحت تفتیش کر چکے تھے۔ یہ جانچ اس بنیاد پر آگے بڑھی کہ اس نے نوٹس لیا تھا اور اس کارروائی کے پیش نظر یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ جب اس نے سب انسپکٹر، بیکنتھ پور کو مقدمہ قائم کرنے اور 121256 تک رپورٹ کرنے کا حکم دیا تھا تو اس کا نوٹس پہلے ہی نہیں لیا گیا تھا۔

حکم دینے سے پہلے ہی مجسٹریٹ کی طرف سے نوٹس لینے کے بعد پولیس افسر کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد اسی جرم کا نئے سرے سے نوٹس لینے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔اس طرح اس نتیجے سے کوئی بچ نہیں سکتا کہ یہ مقدمہ بھدائی ساہ کی شکایت پر 22 نومبر 1956 کو درج کیا گیا تھا، نہ کہ پولیس سب انسپکٹر، بیکنتھ پور کی طرف سے بعد میں پیش کی گئی پولیس رپورٹ پر۔اس دلیل کو کہ اپیل ضابطہ فوجداری کی دفعہ 417(3) کے تحت نہیں تھی، اس لیے مسترد کیا جانا چاہیے۔

اپیل گزاروں کی جانب سے اگلی دلیل یہ ہے کہ ہائی کورٹ نے اسسٹنٹ سیشن جج کے ذریعے بری کیے جانے کے حکم میں مداخلت کرنا جائز نہیں تھا۔جس استدلال پر اسسٹنٹ سیشن جج نے استغاثہ کے گواہوں کے شواہد کو مسترد کیا اور جن وجوہات کی بنا پر ہائی کورٹ کے فاضل ججوں کی رائے تھی کہ معروف سیشن جج کی طرف سے شواہد کی ساکھ کا اندازہ لگانے کی کوئی حقیقی کوشش نہیں کی گئی تھی، وہ ہمارے سامنے پیش کی گئی ہے۔یہ بالکل واضح ہے کہ ہائی کورٹ نے معاملے کی مکمل اور احتیاط سے جانچ کی اور شواہد پر تفصیلی غور کرنے پر اس نتیجے پر پہنچی کہ شواہد کی اس تشخیص کے نتیجے میں انصاف کی سنگین ناکامی ہوئی ہے۔بری کرنے کے احکامات میں مداخلت کے حوالے سے کئی مقدمات میں اس عدالت کی طرف سے مقرر کردہ اصولوں پر ہائی کورٹ نے صحیح طریقے سے عمل کیا ہے۔اس لیے ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو ہمیں اپنے لیے شواہد کا ازسرنو جائزہ لینے کا جواز پیش کرے۔چونکہ شواہد کے متعلقہ حصے تاہم ہمارے سامنے رکھے گئے تھے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کہنا مناسب ہے کہ اس طرح کے شواہد پر غور کرنے پر ہم مطمئن ہیں کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ درست ہے۔

آخری حربے کے طور پر اپیل گزاروں کے وکیل نے دلیل دی کہ مجسٹریٹ نے پولیس کو مقدمہ قائم کرنے کے لیے کہنے میں دائرہ اختیار کے بغیر کام کیا تھا اور اس لیے اس حکم کے بعد کی تمام کارروائیاں کالعدم تھیں۔جیسا کہ ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں، مجسٹریٹ کے پولیس کو مقدمہ قائم کرنے اور رپورٹ بھیجنے کے حکم کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 202 کے تحت بنائے گئے حکم کے طور پر مناسب اور معقول طور پر پڑھا جانا چاہیے۔لہذا، یہ دلیل کہ تعلیم یافتہ مجسٹریٹ نے دائرہ اختیار کے بغیر کام کیا، قبول نہیں کی جا سکتی۔زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جہاں تک مجسٹریٹ نے پولیس سے مقدمہ قائم کرنے کو کہا اس نے بے قاعدگی سے کام لیا۔تاہم، یہ سوچنے کی بالکل کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس بے ضابطگی کے نتیجے میں انصاف کی ناکامی ہوئی ہے۔ہائی کورٹ کی طرف سے منظور کردہ سزا اور سزا کے حکم کو اس بے ضابطگی کی وجہ سے تبدیل یا تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

نتیجے میں، اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.06.12 11:28
I attest to the accuracy and integrity of this document